ناولیٹ

بیٹے نے لپک کر میز سے صندوقچی اٹھائی۔ خالہ جان نے کمر بند ٹٹول کر چابی نکالی۔ صندوقچی کھول کر اس میں سے اپنی وہ ڈائری نکالی جسے گھر سے باہر جاتے ہوئے وہ لے جاتی تھیں' ان کی ڈائریاں تو کئی تھیں' دھوبی کی کاپی' دودھ کے حساب کی کاپی' ماہانہ خرچ کی ڈائری' ہنگامی حالت کے اخراجات کی ایک الگ ہی ڈائری تھی' یعنی شادی بیاہ یا کسی دوسری تقریب پر خرچ ہونے والا خرچ' لین دین کا پورا حساب رکھتی تھیں خالہ جان۔

انہوں نے گھر سے باہر لے جانے والی ڈائری نکالی' عینک بدلی' درمیان سے صفحہ کھول کر مسکرائیں' آنکھ کے اشارے سے مجھے قریب بلایا' میں ان کے قریب جا بیٹھی' تو بولیں۔

"لو بٹی! پڑھو' یہ ان کے گھر کے نام ہیں۔"

UrduPhoto.com

آسیہ رزاقی

"لوگ بھی کچھ عجیب سے ہیں اور نام بھی عجیب تر۔" عرفی مجھے بتا رہا تھا۔

"لو تو ناموں سے بھلا کیا ہوتا ہے؟" میں نے کہا۔

"اور عجیب بات کیا دیکھی تم نے؟"

"اماں بتائیں گی تمہیں۔" اس نے مڑ کر خالہ جان کی طرف دیکھا۔ وہ پان کھا رہی تھیں' چھنگلی سے چونا چاٹ کر بولیں۔ "بیٹے! صندوقچی تو لانا۔"

"وہسکی' سوڈا' شیری' وائٹ۔" میں بلند آواز سے پڑھ کر کہا۔ "مگر یہ اصلی نام تو نہیں ہو سکتے۔"

"اے بی بی! شیری تو بلی ہے وہسکی ہے ان کا کتا۔ سوڈا ہے پالتو بندر اور وائٹ ہے خرگوش۔"

"اچھا۔" میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ "تو یہ جانوروں کے نام ہیں۔"

"اور ان کے گھر والوں کے نام بھی سنو۔ لڑکی کا نام

UrduPhoto.com

ہے زرمینہ' بہن ہے سجینہ اور بھائی کمینہ۔"

"نہیں' نہیں خالہ جان کمینہ' خیر یہ تو نہیں ہو سکتا۔"

"ارے بابا! مجھے کیا خبر' عرفی نے ہی بتایا ہے' وہی ملا تھا بھائی سے۔"

خالہ جان بے زار نظر آرہی تھیں' میں نے عرفی کی طرف دیکھا۔ وہ منہ لٹکا کر بولا۔

"تو اور کیا۔ یہی تو ملتا ہوا نام ہے۔"

مجھے عرفی کے جھوٹ پر غصہ تو بہت آیا' مگر ضبط کر گئی' خالہ جان سے پوچھا۔

"لوگ کون ہیں؟ کیسے ہیں؟ اور لڑکی کیسی لگی؟"

"بھئی۔ لوگوں سے کیا لینا ہے' جیسے نام' ویسے کام۔" عرفی بولا۔

"مگر نام تو بہت پیارا ہے زرمینہ۔ شاید ایرانی نام ہے کہ ترکی' اور وہ خود کیسی ہے؟"

"اونہہ۔ وہ شیریں اور وہسکی کی ہم نشین' توبہ' توبہ۔" عرفی باقاعدہ کلے پیٹنے لگا۔ "گھر میں ایسی بہو لانے سے گناہ ملے گا۔ میں تو زبان پر یہ لفظ لانے سے بھی کانپتا ہوں' اب کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔"

"ہائیں۔ کس بات کا کفارہ' کیسے ادا کرو گے؟"

"اونہہ' کوڑھ مغز' بھائی! زبان جو ناپاک ہو گئی' شراب بلکہ شرابوں کے نام لینے سے' اب وضو کر کے گلاب جامن کھالوں گا۔ کلمہ پڑھ کر کسی غریب کو کچھ پیسے دوں گا' تب کفارہ ادا ہو گا۔"

خالہ جان بہو کی تلاش میں تھیں کہ کسی مافوق الفطرت ہستی کا انتظار تھا۔ ہر قسم کی خوبیوں سے مزین ان کے آنگن میں آجائے' ہر لڑکی میں کوئی نہ کوئی خامی نظر آتی تھی انہیں۔ یہ نہیں کہ صفی بھیا نے کوئی شرط عائد کی ہو۔ وہ تو بہت نیک اور سیدھے سادے انسان تھے۔

مگر عرفی حرفوں کا بنا ہوا تھا۔ سب یہی کہتے تھے' اور خالہ جان ہر جگہ اسے اپنے ساتھ لے جاتی تھیں' کیونکہ وہ اپنی پسند کی بھابھی لانا چاہتا تھا' اس کو ہر لڑکی میں کوئی نہ کوئی عیب نظر آتا۔ اسے مسترد کر کے دوسری کی فکر میں لگ جاتا' خالہ جان کے پاس "رشتہ مطلوب ہے" قسم کی باقاعدہ ایک فہرست تھی' جو ان کو اپنے ملنے والوں سے دستیاب ہوئی تھی' وہ ہر کسی کے سامنے بہو کی تلاش کا رونا روتی تھیں' اور لوگ انہیں کسی نہ کسی لڑکی کے اتے پتے سے آگاہ کر دیتے' جس کو وہ ڈائری میں نوٹ کر لیتی تھیں کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

جہاں بھی اس سلسلے میں وہ جاتیں عرفی کا ساتھ ہوتا لازمی' بعض گھرانے اس پر اعتراض کرتے' تو خالہ جان لڑکی کی تصویر گھسیٹنے کی فکر کرتیں۔ تصویر مل جاتی تو عرفی تیز نگاہوں سے اس کا آپریشن کرتا۔

آنکھیں دھاگے سے ناپی جا رہی ہیں' محدب شیشے سے معائنہ ہو رہا ہے' چہرے کے ایک ایک روئیں پر تنقید ہوتی' کبھی پتا چلتا کہ لڑکی کی تو مونچھیں بھی ہیں' داڑھی نکلنے کی توقع بھی کی جا سکتی ہے' یا پھر ناک کی جڑ سے آنکھوں کا فاصلہ کافی ہے' یا ناک کی چوڑائی نے دہانے کی حدود کو پیچھے چھوڑ دیا ہے' ایک آنکھ کی پتلی اوپر کو پھری ہوئی ہے' دانتوں میں کیڑا لگا ہوا ہے یا پھر نمائش دنداں کا اہتمام اس لیے کیا گیا ہے تاکہ اگر کبھی بتیسی لگوانے کی ضرورت پڑ جائے تو تصویر سے ہی ناپ لیا جا سکے۔

غرض عرفی ہر زاویے سے تحقیر کا کوئی موقع نہ جانے دیتا۔ ان گنت لڑکیاں دیکھ دیکھ کر خالہ جان اپنی ڈائری میں اپنے تاثرات اور خاص خاص باتیں لکھ کر کئی دن تک تبصرے کرتی رہتیں' لیکن گھر آتے ہی عرفی جو فیصلہ دے دیتا' پھر اس کے خلاف کوئی اپیل نہ ہوتی' اسی لیے۔

جب خالہ جان تھکی ہاری آتیں' لڑکی کے بارے میں ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی عرفی کے چند الفاظ حرفِ آخر ہوتے۔ اسے قائل کرنا آسان نہ تھا۔ جو اس کی سمجھ میں آتا وہی کرتا' کسی کی مان لینا اس کی سرشت میں نہ تھا' اپنی ہر بات منوانے کا عجیب ملکہ تھا

اس میں' سیدھے الفاظ کے بجائے ٹیڑھے میڑھے مشکل طریقے اختیار کرتا' اگر اس کا چائے پینے کو دل چاہتا تو وہ چائے مانگنے کے بجائے کہتا۔

"سوچ رہا ہوں' لان کھدوا کر چائے کا باغ لگوالوں' جب چاہا پتیاں توڑ کر چبالیں' اوپر سے چینی پھانک لی' دودھ انڈیل لیا' چلو۔۔۔ نہ کسی محتاجی اور نہ احسان۔"

مجھے اس کی مشکل پسندی سے بہت کوفت ہوتی تھی۔ اسی لیے صفی بھیا کے لیے لڑکی تلاش کرنے میں' میں نے خالہ جان کا ساتھ نہ دیا' یہ معلوم ہونے کے بعد کہ عرفی بھی خالہ جان کے ساتھ ہوگا' میرا دماغ خراب نہ تھا' جوان کے ساتھ جاتی۔

شاید خالہ جان چاہتی تھیں کہ لڑکی انتہائی خوب صورت' خوب سیرت' اعلا نسب اور تعلیم یافتہ ہو' ہنسے تو پھول جھڑیں' بولے تو شہد ٹپکتا رہے' ہو بالکل اللہ میاں کی گائے' شوہر صفی بھیا' کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی رہے' ساس کے احکام آنکھ بند کرکے پورے کرے۔

خود صفی بھیا کی کوئی شرط نہ تھی' ہاں انہوں نے یہ ضرور کہا تھا کہ عرفی کو جو لڑکی پسند آئی انہیں وہی منظور ہوگی' مگر عرفی پسند کرنے پر تیار بھی تو ہو۔

☆ ☆ ☆

ایک مرتبہ مجھے بہت خوبصورت سی ایک لڑکی ملی' ہمارے کالج میں میچ تھا' دوسری ٹیم کے ساتھ وہ لڑکی آئی تھی' میں نے اس سے بہت دیر تک خوب باتیں کیں' بڑی پیاری سی لڑکی تھی' ہنستی تو چہرہ دمک اٹھتا' آواز۔ شیریں' لہجہ ملائم' صفی بھیا بھی کافی خوبصورت اور وجیہہ تھے' جوڑی اچھی رہے گی' مارے شوق کے میں نے اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دے ڈالی۔ اس کا پتا بھی لے لیا' گھر آتے ہی خالہ جان کو خوشخبری سنائی۔

"لڑکی میں نے دیکھ لی ہے خالہ جان! بہت حسین ہے' آپ کو ضرور پسند آئے گی۔"

عرفی نے سنا تو دیدے گھمائے۔

"اپنی جیسی پسند کی ہوگی طول و عرض کیا ہے ان محترمہ کا؟"

وہ ہمیشہ میری تندرستی کا طعنہ دیا کرتا تھا' کبھی موٹی اور کبھی بھینس کہتا۔ اب میں اتنی بھی موٹی نہ تھی' رنگ کم سہی' مگر قد لمبا تھا۔ لوگ کہتے تھے میں اسمارٹ ہوں' لوگ کہتے تھے تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔

"تندرستی ہزار نعمت ہے۔" میں گاکر اسے چڑاتی۔

UrduPhoto.com

مگر وہ میرا مذاق اڑاتا رہتا' کبھی کبھی وہ مجھے چراغ کا جن کہتا' مجھے پروا ہی نہیں تھی' بھئی میں مقابلۂ حسن میں تو شرکت نہیں کر رہی' چلو جیسی ہوں اپنے لیے ہوں' وہ خود جو تاڑ کی طرح لمبا اور بانس کی طرح پتلا ہے' رنگ بھی یوں ہی کچھ سانولا ہے' اوپر سے اس کے طور اطوار اور کھرا پن' میں زیادہ بات بھی نہیں کرتی' جانے کب ٹکا سا جواب دے دے' اپنی بے عزتی کون کروائے' ہاں صفی بھیا کے رشتے کے سلسلے میں کبھی کبھی میری اس سے دو' دو چونچیں ہو جاتیں۔

ایک روز کیا دیکھتی ہوں کہ وہ لڑکی چلی آ رہی ہے' میں حیران رہ گئی' گو کہ اسے خود ہی دعوت دے کر آئی تھی' مگر کافی دن گزر گئے تھے' اس لیے میں مایوس ہو گئی تھی' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"آپ سے تو پھر ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ ادھر سے گزر رہی تھی تو سوچا کہ آپ کا گھر تلاش کر کے ملاقات کر ہی لی جائے' آپ کو ایڈریس تو دے دیا تھا' مگر آئیں نہیں ہمارے ہاں۔"

میں شرمندہ بھی ہوئی' خوش بھی' خالہ جان سے اسے ملوایا' عرفی بھی موجود تھا' خالہ جان اس کے حسنِ اخلاق اور گفتگو کے انداز سے متاثر ہوئیں' کرید کرید کر اس کے باپ' دادا کا نام بھی معلوم کر لیا۔ اس کے جانے کے بعد خالہ جان پروگرام بنانے لگیں کہ کل ہی اس کے گھر جائیں گی۔

عرفی منہ بنانے لگا۔

"جانے دیں امی! ٹھیک نہیں ہے' انگلش اسکول کی تعلیم یافتہ ہے' اردو بولنی نہیں آتی تو پڑھنے کا کیا سوال؟ اور پھر آپ کو رسالوں سے افسانے پڑھ کر کون سنائے گا۔"

"وہ چھوٹی بہو بھی تو ہو گی یا بالکل ہی جاہل ہو گی۔" میں نے جل کر کہا۔

"جی نہیں۔ چھوٹی بہو۔۔۔ ایسے ویسے کام بھلا کیوں کرے گی' اسے تو میرے کاموں سے ہی فرصت نہیں ہو گی' اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جاہل مطلق ہو۔" نری بکواس کر رہا تھا۔

صفی بھیا کے لیے تو کنوؤں میں بانس ڈلوائے جا رہے تھے' اپنے لیے جانے کس آسمان کی حور لائے گا' میں جھنجلا کر چپ ہو رہی' خالہ جان کی تلاش جاری تھی' عرفی کا اعتراض اور انکار بھی قائم تھا' کبھی کبھی میں کہتی۔

"بے چارے صفی بھیا تو انتظار کرتے ہی رہ جائیں گے' اگر عرفی کا دخل نہ ہو تو شادی تو منٹوں میں ہوتی ہے۔"

عرفی نہایت بدتمیزی سے کہتا۔ "ہاں تم سے۔" یا پھر کہتا۔ "تم ہی کر لو۔"

بڑا ہی بے دھڑک ہے بھئی' جی جل کر خاک ہو جاتا۔ صفی بھیا بہت اچھے تھے' آئیڈیل نوجوان' مگر یہ عرفی' جانے ان کی شادی میں اتنی دیر کیوں لگا رہا تھا' شاید اس کا احساس کمتری۔

صفی بھیا بچپن سے ہی سب کی آنکھوں کا تارا تھے' بہت خوبصورت اور نیک معصوم سے' اور یہ دبلا پتلا جل ککڑا رونی صورت' اسی لیے لوگ اس سے بے اعتنائی سے پیش آتے' یہی وجہ تھی کہ وہ بڑا ہونے پر انتہائی بدتمیز اور گستاخ ہو گیا۔ لوگ اس سے بات کرنے میں ڈرنے لگے' مروّت تو اس میں نام کو نہ تھی۔

ادھر صفی بھیا تھے' خاندان بھر ان کا شیدائی تھا' عرفی یوں بھی سب سے بے تکلف نہ ہوتا' وہ تو ایک میں ہی تھی' جو اس سے مقابلہ کر لیتی اور کہہ سن لیتی' ویسے عرفی اور صفی بھیا میں کافی دوستی تھی' مجھے یقین ہے ان میں رازداری کا سلسلہ بھی تھا' مگر عرفی کا کیا راز ہو سکتا ہے' وہ تو جو دل میں آتا فوراً" کہہ دیتا۔ اکثر دونوں بھائی سر جوڑے سرگوشی کرتے پائے جاتے' ایسے میں صفی بھیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی۔ وہ اس کے سر پر چپت رسید کرتے تو وہ انہیں گھورنے لگتا۔ مجھے ہنسی آ جاتی اور یقین بھی کہ ضرور کوئی راز صفی بھیا کے سینے میں محفوظ ہے' عرفی کا۔ وہ مذاق اڑاتے ہیں تو وہ برا مانتا ہے۔

مجھے صفی بھیا پر بہت غصہ آتا' جنہوں نے سب کچھ

جانتے بوجھتے عرفی کو بھابھی پسند کرنے کا اختیار دے رکھا تھا۔ وہ بھلا کب کسی کو پسند کر سکتا ہے۔ اکھڑ مزاج، کبھی خیال آتا جو شخص بھابھی کی تلاش میں مہینوں لگا دے، وہ خود اپنے لیے کیا کرے گا، شاید بہشت کی حور... مگر مجھے کیا۔ وہ کچھ بھی پسند کرے، اسے مجھ سے تو ذرا بھی دلچسپی نہ تھی اور مجھ میں پسند کی جانے والی کوئی خصوصیت تھی بھی نہیں۔

میں بے چاری بن ماں، باپ کی یتیم لڑکی۔ لاوارث، سانولی اور بے زر، بے گھر، میرے پاس تو اپنی شخصیت اور اپنے نسائی وقار کے سوا اور کچھ نہ تھا اور میری شخصیت کی پہچان بھی یہاں کسی کو نہ تھی، تو میں اب اتنی گئی گزری بھی نہیں کہ مخاطب کر کے اپنی پہچان کراؤں۔

خالو جان کے احسانات پہلے ہی اتنے زیادہ تھے کہ جن کے بوجھ سے میرا سر اونچا نہیں ہوتا تھا، میری تمام تر کمزوریوں، مزاجی نزاکتوں کے باوجود انہوں نے مجھے عرفی سے کم نہیں چاہا، ماں، باپ کے بعد پہلی بار خالہ جان کی قربت میں وہ محبت ملی، جس کی میں عرصے سے متلاشی تھی۔

مگر عرفی اسی بات پر مجھ سے حسد کرنے لگا تھا۔ وہ ہر دم مجھ سے لڑنے پر آمادہ رہتا، میں نے اس کی ماں کی محبت میں شراکت جو کر لی تھی، خالہ جان اسے سمجھاتیں۔

"ارے بہنیں تو قسمت والوں کو ملا کرتی ہیں، تم لوگ اس نعمت سے محروم تھے اب تک۔ اللہ میاں نے پلی پلائی بہن دے ڈالی ہے۔ قدر کرو اس کی۔ ارے بھائی تو جان دے دیتے ہیں، بہنوں کے لیے۔"

"میری جان فالتو نہیں ہے کہ بانٹتا پھروں۔" وہ بگڑ جاتا۔ "آپ اس کو چلتا کریں۔"

وہ مجھ سے بے زار تھا تو میں کب اس سے مرعوب تھی۔ اب تو عرصے سے میں نے اس سے مخاطب ہونا بھی چھوڑ رکھا تھا، مگر کبھی کبھی جھڑپ ہو ہی جاتی۔ ایک دن کسی معمولی سی بات پر ہماری معرکے کی جنگ ہوئی۔ خالہ جان نے عرفی کو بہت ڈانٹا۔ اسے ہی قصور وار ٹھہرایا۔ وہ بہت بھنایا، میں نے اپنی فتح پر بے حد فخر اور مسرت کا اظہار کیا۔ اس نے بدلہ لینے کی دھمکی دی، اس کے بعد کئی دن تک ہماری بول چال بند رہی۔

ایک دن میں اپنے کمرے میں دھوبی کے ہاں سے آئے ہوئے کپڑے کاپی سے ملا رہی تھی کہ وہ دندناتا ہوا کمرے میں گھس آیا۔ اس کے پیچھے ایک اور نئی شکل کا موٹا سا آدمی بھی تھا۔ عرفی مجھے دیکھ کر گھبرانے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"ارے... ارے۔ اوہو ہو۔ میں تو سمجھا تھا تم اپنی سہیلی کے گھر گئی ہو۔ افوہ۔ بھئی یہ کمرہ ذرا ٹھنڈا ہے نا، اور گرمی بھی کتنی شدید ہے، ارے ہاں، یہ میرا دوست ہے آذر، چلو آذر، ہم اسی تندور نما کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"

مگر وہ ڈٹا رہا۔ اس کا کمرے سے باہر جانے کا ارادہ معلوم نہیں ہوتا تھا، میں اس اجنبی کی وجہ سے بے چین تھی، آخر تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا اور چیخ کر بولی۔

"اچھا، اچھا جاتا ہوں، آررر... آذر! یہ میری کزن ہے صوفیہ۔"

میں نے دوسرا تکیہ اٹھا لیا تھا۔ "تم جاتے ہو یا نہیں۔" وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

شام کو میں نے خالہ جان سے شکایت کر ڈالی۔ غصہ مجھے بہت آرہا تھا۔ کیونکہ وہ موٹا آذر مجھے ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہا تھا۔ عرفی نے تعارف بھی کرایا تھا، خالہ جان عرفی کو ڈانٹنے لگیں تو وہ ڈھٹائی سے بولا۔

"افوہ۔ اب مجھے رشتے تو کرانے آتے نہیں، آذر شادی کرنا چاہتا ہے، میں نے سوچا، صوفیہ کو دکھا دوں، اسی بہانے گھر کے اندر لے آیا۔"

"کیا؟" میں غم و غصے سے تھر تھر کانپنے لگی "یہ موٹا مسٹنڈا، کالا کلوٹا... تم اس لیے... میرے کمرے میں لائے تھے؟"

مجھے زبردست رونا آرہا تھا، بولا بھی نہیں گیا۔ بد نصیبی، لاچاری، میں سب پر بوجھ تھی؟ خالہ جان نے عرفی کو خوب ڈانٹا۔ اپنی چپل پھینک کر ماری، جو اسے نہیں لگی، مگر وہ برے برے منہ بناتا رہا۔ آخر جھلا

UrduPhoto.com

کر بولا۔
"آخر کبھی نہ کبھی صوفیہ کی شادی تو ہونا ہے نا! میرے دوست سے ہی ہو جائے تو کیا حرج ہے' اور یہ کون سا پردہ کرتی ہے' باہر نہ دیکھا شرافت سے اندر آکر دیکھ لیا' بات تو ایک ہی ہے۔"
خالہ جان دیر تک گرجتی رہیں' وہ اتنا بے غیرت تھا کہ ذرہ بھر جو اس پر اثر ہوا ہو' میں بھی خاموش ہو گئی' بات بڑھانے کا فائدہ ہی نہ تھا' بس بات کرنا چھوڑ دیا' پھر تو وہ روز ہی ایک نیا رشتہ میرے لیے لانے لگا' کہاں تو صفی بھیا کے لیے لڑکی کی تلاش ہو رہی تھی' کہاں وہ میرے لیے سرگرداں رہنے لگا' میں ہر رشتے سے انکار کر دیتی' عرفی پر اتنا سخت غصہ آتا کہ جی چاہتا اس کی گردن دبا دوں' مگر وہ مجھے نظر ہی نہ آتا۔
خالہ جان البتہ سنجیدہ نظر آنے لگیں۔ وہ آنے والے لوگوں سے تپاک سے پیش آتیں۔ ان کے خاندان کی تفصیل دریافت کرتیں' بعض لوگ اشاروں اشاروں میں شان دار جہیز کی تمنا کرتے' خالہ جان سے "یتیم لڑکی" کا افسوس ناک لفظ سن کر مایوس ہو جاتے' بعض صاف طور پر پوچھ لیتے۔
"لڑکی کے پیدا ہوتے ہی جہیز بنانے لگتے ہیں لوگ تو' خالی لڑکی دینے کی دھمکی تو سب ہی دیتے ہیں' پھر بھی کچھ نہ کچھ تو... آپ نے بھی کچھ بنا ہی لیا ہو گا۔"
خالہ جان بے چاری چپ ہو جاتیں۔ دو بیٹوں کی کمائی گھر میں آتی تھی' پھر بھی وہ میرے لیے کچھ نہ بنا پاتیں' صفی بھیا کی بری ہی کسی طور پر مکمل نہ ہو سکی تھی' تو میرا جہیز تو ناممکن تھا' اسی لیے وہ چاہتی تھیں کوئی اللہ کا بندہ ایسا مل جائے جو مجھے "خالی خولی" قبول کر لے تو وہ صفی بھیا کی شادی پر میری بھی رخصتی کرا دیں' مگر بات بنتی نظر نہیں آ رہی تھی۔
ادھر میں نے صفی بھیا کو تقاضے کر کر کے تھکا ڈالا کہ میرے لیے کسی سروس کا انتظام کر دیں اور وہ ہو بھی گیا' خالہ جان کو میری سروس سے اختلاف ضرور ہوا' مگر انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ شاید لاشعوری طور پر وہ سوچتی تھیں کہ میں اپنی کمائی سے جہیز بھی بنا لوں گی۔

☆ ☆ ☆

رمضان کا مہینہ آگیا تھا' خالہ جان کے ہاں اس مبارک مہینے کا بہت احترام اور اہتمام ہوتا تھا۔ اب انہوں نے لڑکی دیکھنے کا پروگرام بھی ملتوی کر دیا تھا اور میرے رشتے کا سلسلہ بھی... عرفی کو روزے سے غرض نہ تھی' خالہ جان کی فرمائش کے باوجود وہ سحری کے وقت اٹھنے کا نام نہ لیتا' صفی بھیا پابند نہ تھے' گنڈے دار روزے رکھتے تھے' مگر انہیں روزہ داروں کی فکر بہت رہتی تھی' روزانہ بازار سے پھل لایا کرتے۔ ان کی کوشش یہی ہوتی کہ روزہ رکھ کر میں کچن میں زیادہ کام نہ کروں۔ افطاری گھر پر بنانے کے بجائے بازار سے لائی جائے۔ تاکہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ ان کی توجہ محبت اور ہمدردی نے میرا دل جیت لیا۔ ان کو ہر کس و ناکس کا خیال رہتا اور عرفی کا یہ حال کہ صبح سحری کے بعد میں سو رہی ہوتی اور وہ شور مچاتا۔
"بھئی آج سارے دفتروں کی چھٹی ہے کیا؟ آج بھوک کی بھی چھٹی کی جائے یا سوکھی پتی چبا کر گزارا کیا جائے۔ چائے ناشتے کا ناغہ؟"
صفی بھیا اسے سمجھاتے۔
"عرفی! وہ سحری کے بعد صبح کو تو سوئی ہے اسے سونے دو۔" وہ روزہ نہ بھی رکھتے تو اپنا ناشتہ خود بنا لیتے۔ مجھے نہ جگاتے۔
میں بستر میں لیٹی لیٹی دونوں بھائیوں کے مکالمے سنا کرتی۔
اس نے کبھی میری تکلیف یا آرام کا لحاظ نہیں رکھا' میں سوچتی اگر صفی بھیا نہ ہوتے تو میں اس بدتمیز گستاخ شخص کے ساتھ کس طرح رہ سکتی تھی' اس نے تو مجھے ملازمہ سمجھ لیا تھا۔ اپنی خدمت گار' کبھی صفی بھیا میرے کام کا حوالہ دے کر اسے ٹوکتے' وہ لاپروائی سے کہتا۔
"لڑکیاں گھر کا کام کرتی بھلی لگتی ہیں' یہ کیا کہ بستر ہی پر پڑی اینڈ رہی ہیں یا کسی دفتر میں کرسی پر جمی حکم چلا

رہی ہیں۔"

وہ میری سروس سے چڑنے لگا تھا' کیونکہ اب میں باہر رہنے لگی تھی اور سارا وقت اس کی بک بک سننے کے لیے گھر میں نہیں ہوتی تھی' مجھے اسکول جاتے وقت تیاری کرتے دیکھ کر سخت جملے کسا کرتا۔ میں نے خاموشی کو شعار بنالیا۔

☆ ☆ ☆

عید کا دن تمام تر ہنگاموں اور مصروفیت کے ساتھ آیا' خالہ جان پورے روزے رکھنے کے بعد بے حد نازک مزاج ہوجاتی تھیں' ان کی ناز برداری کے ساتھ میٹھا' نمکین بنانا' گھر کی صفائی' مہمانوں کی آؤ بھگت مجھے ہی کرنا پڑتی تھی' سارے کام کرکے فرصت پاتے ہی میں رونے بیٹھ گئی' اپنی بدنصیبی پر' ہر سال عید کا دن میرے لیے بہت بھاری ہوتا' پھپھو کے پاس تھی تو وہ بھی دلجوئی کی کوشش کرتی تھیں' اب خالہ جان تھیں' گلے لگاتیں' پیار کرکے سمجھاتیں' مگر آنسو میری آنکھوں سے جھر جھر بہتے رہتے' صفی بھیا بھی مجھے گلے لگا کر چمکارتے۔

"ہم جو ہیں تمہارے سب کچھ' تم اکیلی نہیں ہو' ہمیں غیر سمجھتی ہو؟ ایں؟ ارے ہم سب تمہارے اپنے ہیں نہ روؤ' تمہیں اتنا رونا کیوں آتا ہے؟ بھئی عید کا دن تو روزہ دار کی خوشی کا دن ہوتا ہے اور تم روتی ہو۔۔۔نہ۔۔۔نہ۔"

وہ میرے آنسو پونچھتے' ان کے الفاظ سے زیادہ لہجے کی نرمی اور شیرینی مجھے نادم کردیتی' صفی بھیا کے پاس سے عجیب قسم کی خوشبو آتی تھی' شاید خلوص و محبت ہمدردی اور رفاقت کی۔ میں سارے دکھ بھول جاتی' اپنوں کے لگائے زخم' چچا کی خودغرضی' پھوپھی زاد بہنوں کی نشتر لگاتی زبانیں' پھوپھی زاد بھائی کی بہکی بہکی نگاہیں' اف خدا! یہ دنیا کتنی خراب ہے' بے بس' مجبور' تنہا لڑکی کے لیے کہیں پناہ نہیں' کہیں حفاظت نہیں' کوئی ہمدرد' نہ ہمنوا' میں بے رحم لوگوں کا مقابلہ کیسے کرتی؟ ماں' باپ کی جدائی کا غم تازہ تھا' زخم پر کچو کے لگائے جاتے' بدسلوکی سے روز مجھے مرنے پر مجبور کیا جاتا اور روز میں مر کر زندہ ہوتی۔

ہر سمت اندھیرا تھا' کہیں راستہ نظر نہ آتا۔ کوئی غمگسار تھا نہ ہمدرد' کس سے دل کی بات کرتی۔

ایک چچا کا دم تھا' تو ان کے عمل نے ثابت کردیا کہ سب رشتے جھوٹے' اور سارے تعلق نقلی ہیں' امی' ابا کے مرتے ہی میرے گھر کی ہر چیز پر قابض ہوگئے' میری طرف سے نظریں پھیرلیں' بلکہ جب موقع ملتا ایک نئے الزام سے سرفراز کرتے۔

پھر انہوں نے مجھے پھپھو کے پاس روانہ کردیا' وہاں اور بھی مصیبت منتظر نظر آئی' پھپھو کی بیٹیاں حقارت سے پیش آتیں۔ ان کی زبانیں آگ اگلتی رہتیں اور میں جلتی رہتی' پھپھو کے بیٹے کا رویہ اور بھی ظالمانہ تھا' اس سے خود کو پوشیدہ رکھنا سب سے بڑا مسئلہ تھا' وہ بے حد بدتمیز اور اوباش قسم کا تھا۔

میں اس کی شکایت بھی پھپھو سے نہیں کرسکتی تھی' اکلوتا اور لاڈلا۔ اس گھر میں علاوہ پھپھو کے سب ہی میرے خلاف تھے' وہ صاف کہتے۔

"مال اسباب' دولت دوسرے لے گئے' یہ کباڑ ہمارے حصے میں آیا۔"

میں دن بھر گھر کا کام کرتی' پھپھو کی خدمت ان کی بیٹیوں کے لیے آرام حرام کرلیا' مگر کسی نے قدر نہ کی۔

جانے کب عرفی وہاں گیا تھا' مجھے تو یاد نہیں' یوں بھی میری حیثیت وہاں ایک ملازمہ سے زیادہ نہ تھی' مہمانوں سے ملنے کا موقع بھی نہ ملتا تھا' عرفی نے وہاں سے آکر خالہ جان سے میری حالت زار کا ایسا نقشہ کھینچا کہ خالہ جان بے قرار ہوکر فوراً" ہی پھپھو کے پاس پہنچیں' پھر ایک بڑے معرکے کے بعد مجھے اپنے ساتھ لے آئیں' میری ذہنی کیفیت ایسی نہ تھی کہ خود سے کوئی فیصلہ کرتی' بس آنسو بہانا ہی آتا تھا اور یہی کام میں شدومد سے کرتی رہی۔

یہاں آنے کے بعد بھی عرصے تک سہمی رہی' مجھے تو عرفی اور صفی بھیا میں بھی شیطان نظر آتا تھا' مگر کچھ

UrduPhoto.com

دن بعد ان لوگوں کی شرافت' محبت اور خالہ جان کی شفقت نے مجھے دنیا کو دوسری نظر سے دیکھنے کا قرینہ سکھا دیا۔ زندگی کا لطف ملا تو نئے سرے سے جی اٹھی' عرفی کا یہ احسان میری گردن جھکانے کو کافی تھا کہ وہی مجھے اس جہنم سے نجات دلانے کا باعث بنا تھا' ورنہ خالہ جان کو خبر بھی نہ ہوتی اور میں مرجاتی یا برباد ہوجاتی۔ خالہ جان تو سمجھ رہی تھیں کہ میں اپنے وارثوں' چاہنے والوں کے پاس ہوں' اب جب بھی عرفی رعب جمانے کے لیے اپنے اس احسان کی یاد دلاتا' میں نہایت سعادت مندی سے اس کے رعب میں آجاتی۔

☼ ☼ ☼

عید پر خالہ جان کے ہاں کافی لوگ آئے تھے' اس بار بھی بہت لوگ آئے' چند نئے لوگ بھی بے خبری میں آئے' خالہ جان ان سے واقف نہ تھیں' بعد میں پتا چلا کہ وہ میرے لیے آئے تھے' انہوں نے مجھے پسند کرلیا تھا' بقول عرفی' لڑکا بے حد شائستہ ہے۔ اسے تعلیم یافتہ گھریلو ٹائپ لڑکی کی خواہش تھی' جو گھر کو جنت بنادے' عرفی کے خیال میں مجھے تہذیب و اخلاق والے لوگ پسند تھے' اس لیے اس کو بھی میں پسند کرلیتی' خالہ جان کو کچھ تامل تھا' وہ لوگ باقاعدہ رشتہ دے گئے تھے اور جلد شادی چاہتے تھے۔

میں نے غصے میں خالہ جان سے صاف کہہ دیا کہ یہاں نہ وہاں' مجھے شادی ہی نہیں کرنا' غلامی کرنے پر میں تیار نہیں ہوں' اگر مجبور کیا تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی' خالہ جان ہکا بکا سی مجھے دیکھتی رہ گئیں۔

رات کو عرفی میرے کمرے میں آگیا' بھنایا ہوا تھا۔

"یہ کیا مذاق ہے' بغیر کسی وجہ کے تم نے یہ رشتہ ٹھکرادیا۔"

"میری مرضی۔" میں نے مختصر جواب دیا۔

"آخر تم کہیں شادی کروگی یا کنواری بیٹھی رہوگی؟"

"تمہیں میرے لیے تردد کی ضرورت نہیں۔" میں نے چڑ کر کہا۔

وہ قدرے جھک کر میری آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"جوگن بنوگی' مگر کس کی؟ کوئی ناکام محبت تو اس کی وجہ نہیں۔"

"تمہیں کیا؟ میں کچھ بھی بنوں' ناکام یا کامیاب' مروں کہ جیوں۔"

"اگر تم نے کسی کو دل میں بسالیا ہے۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "تو مجھے بتادو۔ میں انتہائی خلوص سے تمہاری مدد کروں گا۔"

"چیپ اینڈ ٹمیز۔" میں بگڑ گئی۔

"یہ بدتمیزی نہیں' ہمدردی ہے' رازداری کا وعدہ ہے۔" وہ سرگوشی میں بولا۔

"اچھا۔ وہ بھیا تو نہیں ہیں؟ میں ان سے سفارش کروں؟" غصہ' کھسیاہٹ' جھنجلاہٹ' میں نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔

"ویسے مجھے تمہارے انتخاب پر فخر ہے۔" اس نے میرے دوسرے وار سے بچتے ہوئے کہا۔ "خاندان کی کتنی ہی لڑکیاں ان کے لیے نرم گوشہ رکھتی ہیں۔ ایک تم بھی سہی۔ اچھا' میں ان سے کہہ دوں' صوفی تمہارے لیے جوگن۔۔۔"

بات پوری ہونے سے پہلے میں چلا اٹھی۔

"جھوٹ' جھوٹ' کیوں بے ہودہ بکواس کررہے ہو' جاؤ یہاں سے۔"

میں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور زمین پر بیٹھ کر رونے لگی' مگر میں خود ہی سوچتی رہی کہ کیا یہ سچ ہے؟ میں صفی بھیا کے لیے ہی' تو کیا میں لاشعوری طور پر ان سے محبت کرنے لگی ہوں؟ اسی لیے ہر رشتے سے انکار کرتی ہوں؟ اگر نہیں' تو پھر؟

مجھے صفی بھیا بے حد پسند تھے' مگر بطور ایک انسان کے جو ہمدرد ہیں' دردمند ہیں' بے سہارا ہونے کے باوجود جو میں سہاروں کو ٹھکرا رہی ہوں' تو اس کی وجہ کیا ہے' میں اس سوال کا جواب خود بھی نہ دے سکی' تو عرفی کو کیا جواب دیتی' بس اتنا ہوا کہ اس سے دور' دور رہنے لگی' کم سے کم مخاطب ہوتی' پھر بھی وہ میرے پیچھے پڑا

رہتا' ہر آنے والے سے میرا تعارف زوردار الفاظ میں کراتا' بعد میں کہتا۔
"دیکھا میں نے تم کو کتنا مشہور کردیا۔ فاتح بنادیا۔"
میں سوچتی کیا' فتح کیا ہے' میں نے؟ میں جو اندر سے ٹوٹی ہوئی بکھری ہوئی ہوں' اپنے آپ کو فتح نہیں کرسکی' ظاہری تعلی' خوش اخلاقی' جھوٹی مسکراہٹ' یہ زندگی تھی میری۔
سچ یہ تھا کہ میں بہت دکھی تھی' دنیا سے مقابلہ کرنے — کا حوصلہ نہیں رکھتی' حالات نے مجھے خود اعتمادی سے محروم کردیا تھا' مگر میں اپنے بکھرے وجود کو سمیٹنے کی کوشش کررہی تھی' خود اعتمادی کو پکار رہی تھی' اور دکھوں کو بے نیازی اور لاپروائی کی چادر اڑھانے کی سعی کررہی تھی۔
اچانک میرے تبادلے کے احکام آگئے' خالہ جان حیران رہ گئیں۔
"کیا تم چلی جاؤ گی؟ اکیلی؟ دوسری جگہ کیسے رہو گی۔ نہیں بھئی ہمیں' ایسی سروس نہیں چاہیے' کنواری لڑکی کو بھلا میں کیسے اتنی دور بھیج دوں۔"
"تم نے پہلے بتایا ہوتا۔" صفی بھیا نے کہا۔ "میں ٹرانسفر کروانے کی کوشش کرتا۔"
"آپ لوگوں کا کیا نقصان ہے؟" عرفی' خالہ جان کو واویلا کرتے دیکھ کر بگڑا۔ "لڑکی تو جانے پر رضامند ہے۔ آپ بلاوجہ ہی پریشان ہورہی ہیں' خوامخواہ روڑے اٹکارہی ہیں۔"
"روڑے اٹکا رہی ہوں' میں کیوں روڑے اٹکاتی۔" خالہ جان خفا ہونے لگیں' "مگر یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ کنواری لڑکی کو تنہا اتنی دور بھیج دیا جائے۔"
"اماں! دنیا نے بہت ترقی کرلی ہے' اب کوئی بھی جگہ دور نہیں رہی۔" عرفی بہت بے نیازی دکھا رہا تھا' یا شاید وہ چاہتا تھا کہ میں چلی ہی جاؤں۔
"اے بھیا! تم اپنا خیال لیے بیٹھے رہو' میں کہے دیتی ہوں' صوفی کہیں نہیں جائے گی' نوکری رہے یا جائے۔" خالہ جان فیصلہ کن انداز میں بولیں۔
"آپ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں۔ اور جس کا معاملہ ہے' اسے بھی غور کرنے دیں۔" عرفی کچھ تیز ہوکر بولا۔ "آخر آپ اپنی مرضی ہر ایک پر مسلط کرنا کیوں چاہتی ہیں؟"
"تو کیا اسے جانے دوں؟ دنیا کی مکاری کے سپرد کردوں اسے؟"
"ہاں' جانے دیں' دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور تجربے کافی تعداد میں سوجھ بوجھ مہیا کرتے ہیں' اب پہلا زمانہ نہیں رہا کہ لڑکیوں کو گرم ہوا تیز دھوپ سے بچایا جائے اور ان پر جبر کیا جائے' انہیں ان کا حق دیجیے' انہیں ان کی خواہش کے مطابق زندگی گزارنے دیجیے' بہادری سے' ہمت سے' جدوجہد ہی اصل زندگی ہے۔"
"لو اور سنو۔" خالہ جان ٹکٹکی لگائے عرفی کو دیکھ رہی تھیں' انہیں کوئی جواب نہ سوجھا۔
"اماں بی! زمانے کی رفتار کو دیکھیے' ہزاروں لڑکیاں سروس کرتی ہیں' اپنے گھر سے دور رہ کر زندگی گزارتی ہیں' خود اعتمادی بحال ہوتی ہے' یوں بھی جب عملی زندگی میں قدم رکھا ہے تو صوفی کو قدم جمانے کا موقع ملنا چاہیے' اسے اپنی منزل خود تلاش کرنے دیں۔"
صفی بھیا بالکل خاموش رہے' میں تذبذب میں تھی' تنہا رہنے کی ہمت نہ تھی' مگر کمزوری ظاہر کرنا بھی گوارا نہ تھا۔ خالہ جان کی تشویش بجا تھی' لیکن سرکاری احکامات کی تعمیل بھی لازمی تھی' عرفی کی تقریر نے مجھے کوئی حوصلہ نہ دیا' بلکہ میں جھنجلا گئی' نہ بولتا تو کیا حرج تھا' میں خالہ جان کی مرضی اور اجازت کی آڑ لے کر جانے سے انکار کردیتی' مگر عرفی شاید میرا وجود اپنے گھر میں پسند نہیں کرتا تھا' خالہ جان برابر بڑبڑاتی رہیں۔
"لوگ کیا کہیں گے' ایک لڑکی کا روٹی کپڑا بھی بھاری تھا ہم پر۔ کھلا نہیں سکے اور نوکری کے بہانے گھر سے نکال دیا' وہ جو اس کی پھپھو ہیں وہ سنیں گی تو کیا کہیں گی اور میں کیا جواب دوں گی' الٰہی! اس لڑکی کے دل میں میرا ول ڈال دے۔"

"سونا تپ کر کندن بنتا ہے اماں!" عرفی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "صوفی میں بہت صلاحیت ہے' فکر نہ کریں اور اسے بزدلی سکھانے کے بجائے ہمت افزائی کریں۔ اسے اپنی صلاحیتیں آزمانے دیں۔"

بھلا عرفی کسی بات کی حمایت کرے اور خالہ جان اسے نہ مانیں' میں خاموش رہی اور پھر اپنی ملازمت پر جانا ہی تھا۔

☆ ☆ ☆

خالہ جان میرے ساتھ آئیں' اسکول کے احاطے میں ہی چھوٹے چھوٹے گھر تھے' ان ہی میں سے ایک مجھے ملا۔ خالہ جان چند دن رہ کر مطمئن ہو کر چلی گئیں۔ یہ قصبہ چھوٹا سا تھا اور اسکول کی حدود کافی وسیع' شہر سے آنے والی ٹیچرز کے لیے چند کوارٹر بنادیئے گئے تھے' چوکیدار بھی تھا' مگر میں مطمئن نہ تھی' سب سے الگ ہو کر رہنا' میں خود کو نامکمل سمجھتی تھی' صفی بھیا سے کہہ آئی تھی کہ میرے ٹرانسفر کی کوشش کرتے رہیں' اف تنہائی کی زندگی بھی کس قدر کٹھن ہوتی ہے' دن گزارنا مشکل ہو جاتا' لڑکیوں کے چہرے اجنبی لگتے' اپنی ہی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوتی' میں چند دن میں ہی بے زار ہو گئی۔

راتیں سنسان اور خوفناک لگتیں' کوشش' جدوجہد' اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا عزم' کسی پر بار نہ بننے اور مستقبل کو سنوارنے کی خواہش دم توڑنے لگی' ہر دم خالہ جان کی آواز تصور کے پردے پر آکر کانوں میں شہد ٹپکاتی' صفی بھیا کی مدھم شیریں آواز' عرفی کے طنز بھرے جملے' ایک ایک بات یاد آتی اور میں پچھتاتی کہ کیوں ضد میں آکر تنہائی مول لی۔

خالہ جان کی بہت یاد آتی تو میں نے انہیں لکھا کہ ہمارے اسکول میں چند بہت اچھی لڑکیاں ہیں' دراصل اسکول اور کالج ایک ہی عمارت میں تھا' ٹیچرز کی اتنی کمی تھی کہ بسا اوقات اسکول ٹیچرز کو کالج میں بھی پڑھانا پڑ جاتا۔

کالج کی پرنسپل نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ مجھے اپنے کالج میں لیکچرشپ کے لیے بلالیں گی اور بورڈ کی میٹنگ میں میری سفارش کریں گی' میری کوشش اور محنت رنگ لائی تھی اور میں اب کافی حد تک پُراعتماد تھی' خالہ جان عرفی کے ساتھ آگئیں دوسرے دن میرے ساتھ کالج گئیں' مگر انہیں کوئی لڑکی پسند نہ آئی' گھر آکر خوب خفا ہوئیں۔

"لو... ایک سے بڑھ کر ایک اُجڈ اور دیہاتی لڑکی۔" انہوں نے عرفی کو بتایا۔ "بدتمیز حد درجے کی۔"

میں شرمندہ ہو گئی۔ "نہیں خالہ جان! بدتمیز تو نہیں ہیں' وہ بس' ہمارے دیہات میں ایسی ہی سادہ لڑکیاں ہوتی ہیں۔"

"لو۔ اور سنو' مجھے دیکھتے ہی سب کی ہنسی چھوٹ گئی' کھی کھی کھی' یہ سادگی ہے کہ بدتمیزی؟"

میں انہیں بتا نہ سکی کہ جب انہوں نے عینک کے نچلے حصے سے سب کو گھور گھور کر جائزہ لیا' پھر' اپنی نوٹ بک نکال کر اس میں کچھ اندراج کرنے لگیں تو انہیں ہنسی آگئی' کم سنی اور الھڑپنے کی ہنسی ایک بار شروع ہو جائے تو پھر رکتی نہیں' آخری سرے تک جھنکار بن کر لرزتی رہتی ہے' میں تو اب اتنی سنجیدہ اور مستقل مزاج ہو گئی ہوں' مگر یہ دور مجھ پر بھی آیا تھا کہ ہنسی آتی تو رکنا محال ہوتا۔

خالہ جان دو دن میرے پاس رہیں' مجھے کس قدر خوشی ہوئی تھی' ان کے آنے سے' میں بتا بھی نہ سکی' جانے سے پہلے انہوں نے ایک بار بھی مجھے شہر واپس آنے یا نوکری چھوڑنے کے لیے نہیں کہا۔ عرفی البتہ حسب معمول طنز کے تیر چلاتا رہا۔

"ارے اب ہماری کیا پروا' حکومت کر رہی ہیں۔ آزاد زندگی ہے' کسی کا ڈر نہ خوف۔"

میں مایوس ہو گئی' سب مطمئن ہیں' ایک میں ہی بے چین مضطرب ہوں' دنیا میں کون ہے جسے دل کھول کر دکھاؤں' کبھی کبھی سب کچھ کہہ کر دل کا بوجھ ہلکا کرنے کو جی چاہتا ہے' مگر کس سے؟ بظاہر مسکراتی ہوئی آنکھیں آن واحد میں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں' چہرے کا اطمینان پل بھر میں مایوسی کی پیلاہٹ

UrduPhoto.com

میں تبدیل ہوجاتا ہے' آس پاس کوئی سہارا نظر نہیں آتا کہ لڑکھڑاؤں' تو سنبھل سکوں' یہ ملازمت' یہ حکومت میری خودسری سہی' زندگی بنانے کی چھوٹی سی کوشش ہی تو ہے' تو اس چھوٹے سے جرم کی سزا میں کب تک بھگتوں؟

رات کو اندھیرے کا خوف' دن کو اجالے کا ڈر' کہ اندرونی کیفیت چہرے سے ظاہر نہ ہوجائے' بہادر بن کر جینا چاہتی تھی' مگر آس پاس خوف کے سائے بڑھتے جارہے تھے۔

چچا اور پھپھو کی بے اعتنائی' اپنوں کے پہنچائے زخم ابھی تک تازہ تھے' ان دنوں مجھے سب یاد آرہے تھے' خالہ جان' عرفی' صفی بھیا' چچا اور پھپھو یہاں تک کہ پھپھو کی بیٹیاں بھی' اگر ذرا سا بھی التفات ظاہر کرتیں تو میں ساری زندگی ان کی چاکری میں گزار دیتی' احسان مندی کے نذرانے میں۔

جب میں اس قدر مضطرب تھی تو خالہ جان کا خط آگیا' صفی بھیا کی شادی طے ہوگئی تھی' بکس میں کپڑے رکھتے ہوئے میرے ہاتھ لرز رہے تھے' تو صفی بھیا کی شادی بھی طے ہو ہی گئی' شاید میں اندر سے بہت بزدل تھی' مگر بزدلی کا اظہار نہیں کرتی تھی' صفی بھیا شادی کے بعد بدل تو نہ جائیں گے' شادی عرفی کی پسند سے ہورہی ہے یا صفی بھیا کی پسند سے' کیسی ہوگی وہ؟ بہت حسین' اعلا تعلیم یافتہ' ایڈوانس' اعلا پوزیشن والے باپ کی طرح دار بیٹی' جس کا خوب بڑا سا کنبہ ہوگا اور جس کے رشتے دار لندن' امریکہ میں رہتے ہوں گے' نہایت اعلا خاندانی پس منظر' دولت کی چکاچوند۔

☆ ☆ ☆

خالہ جان بہت بوکھلائی ہوئی تھیں' شادی کی تاریخ بہت قریب تھی' میں نے بہت سا کام ذمے لے لیا' عرفی کی ددھیال والے پہلے سے ہی جمع تھے' لڑکیاں اور بہوئیں' رات کو خوب گانے بجانے ہوتے' باقاعدہ محفل جمتی۔

عرفی کی چچازاد بہن شیما کافی سنجیدہ لیے دیے رہنے والی لڑکی تھی۔

اور پھوپھی زاد بہن خوب تیز طرار' اس کی آواز اچھی تھی' ڈھولک خوب بجاتی تھی' رات کو وہ مجھے بھی اپنی محفل میں کھینچنا چاہتیں' مگر میں تھکن کا عذر کرکے خالہ جان کے پاس لیٹی رہتی' خالہ جان مجھے کتنی عزیز ہوگئی تھیں' بتا نہیں سکتی' جدائی نے ان کے تمام گوشے مجھ پر ظاہر کردیے تھے' ان کے قریب سے بڑی سہانی مہک آتی' شاید یہ ماما کی خوشبو تھی' خالہ جان امی سے بہت مشابہ تھیں' اسی لیے مجھے ان کے قریب رہ کر اطمینان سا رہتا' میں بہت خاموش رہنے لگی تھی' شاید اس لیے کہ وہاں سب بہت باتونی لڑکیاں جمع تھیں' عرفی بہت مصروف اور بوکھلایا ہوا رہتا تھا' لڑکیاں اسے کسی نہ کسی کام سے بازار بھیجتی رہتی تھیں' اسے وقت پر کھانا بھی نہیں ملتا تھا' وہ بڑی گھبراہٹ اور افراتفری میں بسکٹ' ڈبل روٹی' چائے سے پیٹ بھر لیتا' باورچی خانے کا انتظام مسرت بھابھی کے پاس تھا' صفی بھیا بھی بہت مصروف تھے' مگر اتنے بھی نہیں کہ بھوک پیاس سے بیگانہ ہوجائیں' شادی بہت سادگی سے ہوئی' یہ جان کر بے حد حیرت ہوئی کہ دلہن یتیم لڑکی ہے' چچا کے گھر اس کی پرورش ہوئی' بارات واپس آئی تو سب بے حد خوش تھے' عرفی نے ڈانس کیا' اس کی تمام کزنز تالیاں بجاتی رہیں' قہقہے لگاتی رہیں' پھر صفی بھیا کو بلایا گیا' بہت جھینپ رہے تھے اور شرماتے ہوئے صوفی بھیا ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت لگے' جب سب نے یہی بات کہی تو عرفی نے کہا۔

"دولہا پر روپ اتر رہا ہے۔"

مسرت بھابھی نے فوراً" لال مرچوں سے ان کی نظر اتاری۔ دلہن کی رونمائی ہوئی' میں تو حیران رہ گئی' وہ قطعی حسین نہ تھی' سیاہ بال' براؤن آنکھیں' مسکراہٹ تھی' مگر...

وہ مجموعی طور پر مجھ سے زیادہ اچھی نہ تھی' خالہ جان اور عرفی اتنے دنوں سے اس "بیوٹی" کی تلاش میں تھے؟ اچھا پوچھوں گی عرفی سے' رات کو خالہ جان نے بتایا کہ دلہن صفی بھیا کے دوست کی سالی ہے' گھریلو

امور میں طاق ہے' بے چاری یتیم ہے' مزاج میں انکساری ہے' شکر ہے' جیسا ماحول صفی چاہتا تھا ویسی ہی سسرال ملی' بیوی بھی اس کی مرضی کی ملی ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔" میں نے آنکھیں بند کرکے لمبا سانس لیا۔

واقعی اللہ تعالیٰ کا کرم ہی تو تھا کہ تلاش بسیار کے بعد بالآخر صفی بھیا کی مرضی کی بیوی مل ہی گئی' خواہ وہ مجھ جیسی یا مجھ سے بھی گئی گزری تھی' لیکن سوال یہ ہے کہ میں اتنی دور بھی نہ تھی کہ خالہ جان کو نظر نہ آتی؟ کیا اس لیے کہ گھر کی مرغی دال برابر' اس لیے گھریلو امور میں میری مہارت ان کو نظر نہ آئی' مجھ میں ہر غم اور تکلیف برداشت کرنے کی اچھی خاصی صلاحیت ہے' شاید اس لیے کہ مشکلیں اتنی پڑیں ہم پر کہ آساں ہوگئیں۔

میں خالہ جان سے شکوہ بھی نہیں کرسکتی' میرے احساسات' میری سوچیں مجھ تک محدود ہیں' مجھے کسی سے بھی کوئی شکایت نہیں' کسی سے توقعات نہیں' کوئی میرے لیے پریشان نہیں' کسی کو میری فکر نہیں' بس زندگی کا دھارا بہہ رہا ہے' بہتا رہے گا۔

صبح بہت سویرے عرفی نے خالہ جان کو جگایا۔ وہ ان سے کچھ پوچھ رہا تھا' مجھے دیکھ کر معذرت کرنے لگا' کہ اس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔

"تم سوجاؤ' ابھی تمہاری نیند پوری نہیں ہوئی۔ آنکھیں سرخ ہورہی ہیں۔" وہ بڑا مہربان ہورہا تھا۔

"جانے کیا تکلیف ہے بچی کو۔ وہ سوئی کب؟ تمام رات کروٹیں بدلتی رہی۔"

خالہ جان فکرمندی سے بولیں' میں اپنے رات کے خیالات پر خود ہی نادم ہوگئی۔

"کیسی بات کرتی ہیں خالہ جان! میں تو خوب سوئی۔"

"آپ بھی کمال کرتی ہیں اماں!" عرفی نے کہا۔ "برآمدے میں پلنگ خالی پڑا تھا' وہی منگا کر بچھا لیتیں' زمین پر صوفی کو تکلیف ہوئی ہوگی۔"

"نہیں' نہیں' اور سب بھی زمین پر لیٹے تھے' مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔" میں نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

"اور میں دیکھتا ہوں کہ بیٹے کی خوشی میں آپ اس بے چاری کو بالکل بھول ہی گئی ہیں' آخر یہ بھی مہمان ہے' نہ ناشتہ وقت پر ملتا ہے اسے' نہ کھانا' اس لیے بلوایا تھا آپ نے اتنے دن پہلے سے سلائی نکائی الگ دن بھر کرواتی ہیں۔" عرفی کچھ زیادہ ہی ہمدرد ہورہا تھا یا اوور ایکٹنگ کررہا تھا۔

خالہ جان ماتھے پر ہتھیلی مار کر اپنے حواسوں کو کوسنے لگیں' میں اور بھی شرمندہ ہوگئی' عرفی کو جھٹلا نہیں سکتی تھی' خالہ جان کو اطمینان دلانے بیٹھ گئی کہ میں مہمان نہیں ہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں۔

"اچھا تو پرسوں جب کھانے کے لیے تم سب سے آخر میں آئی تھیں' سالن ختم ہوچکا تھا' پھر تم چاپ چاپ اٹھ کر اندر چلی گئی تھیں کہ نہیں؟"

میں روہانسی ہوگئی۔

"تم تو وہاں تھے نہیں' بے کار میں بات نہ بڑھاؤ۔"

"میں اوپر زینے سے دیکھ رہا تھا' اماں سے فوراً" ہی آکر میں نے کہا تھا تو وہ بولیں کہ صوفی مہمان نہیں ہے' وہ خود ہی کچھ کرلے گی۔"

"ہاں' ٹھیک تو ہے' میں نے چائے کے ساتھ بسکٹ کھالیے' مہمان ہوتی تو شور کرتی کہ مجھے کھانا نہیں ملا۔"

"ہونہہ۔" عرفی نے کچھ جھنجلاہٹ کچھ دکھ سے کہا۔

ولیمہ کے دن خوب رونق تھی' عرفی کی رشتے دار لڑکیاں دلہن کو گھیرے بیٹھی تھیں' قہقہے لگ رہے تھے' عرفی سب کے سامنے بیٹھا باتیں بنا رہا تھا' اس کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک تھی' جس میں وقتاً" فوقتاً" کچھ لکھتا' پھر کسی لڑکی کو اشارے سے بلاتا' اسے اپنا لکھا ہوا پڑھواتا' لڑکی بے تحاشا ہنسی ہوئی واپس جاتی' دلہن کے کان میں کھسر پھسر کرتی' دلہن مسکرا کر پلکیں جھپکتی' عرفی کو دیکھتی' پھر نظریں جھکا کر بیٹھ جاتی' کچھ دیر میں ہی میں ان کے قہقہوں سے بے زار ہوگئی۔

خالہ جان اپنی سسرال والوں کی خاطر میں لگی ہوئی تھیں، میں بھی ان کے پاس جاکر بیٹھ گئی، صفی بھیا آئے، سب کو سلام کرکے خالہ جان سے کچھ کہنے کو جھکے تو ان کی نظر مجھ پر پڑی، چونک گئے، بات کیے بغیر مجھے غور سے دیکھنے لگے۔

"ارے، یہ تم ہو صوفی پہچانی نہیں جاتیں، تم کچھ کمزور ہو رہی ہو، دبلی سی۔"

"کچھ کیوں۔ اچھی خاصی کہیے۔" عرفی جانے کب آگیا تھا۔ "بلکہ اب تو پرانی کینچلی بھی بدل لی ہے، نظر بد دور بھی کہہ دیجیے۔" عرفی شاید طنز کا اسٹاک لایا تھا۔

میں نے وہاں سے کھسکنے میں عافیت سمجھی، شیما الگ تھلگ بیٹھی تھی، اسی کے پاس چلی گئی، ہماری بے تکلفی تو نہ تھی، مگر پھر بھی اس سے مخاطب ہوگئی، وہ مسکرائی تو اس کے موتی جیسے ہموار دانت چمکنے لگے۔

وہ بہت خوبصورت تھی اور آج تو سرخ چوڑی دار پاجامے، جھلمل کرتے سبز کرتے، چنے ہوئے کامدانی کے سرخ دوپٹے میں اس کا حسن کچھ اور دمک اٹھا تھا۔

میں ایک عجیب سے احساس میں گرفتار ہوگئی، اتنی حسین لڑکی خاندان میں موجود ہے، پھر خالہ جان نے غیروں میں صفی بھیا کی شادی کیوں کی؟ جب شیما جیسی ساحرہ انہیں نظر نہ آسکی تو میرا تو بھلا شمار ہی کیا تھا۔

صوفی بھیا پورے خاندان میں بے حد مقبول تھے، ان کا رشتہ مسترد ہونے کا تو سوال ہی نہ تھا، باتوں باتوں میں شیما نے بتایا۔

"یہ شادی صفی بھیا کی مرضی سے ہوئی ہے، عرفی کی پسند سے نہیں، یہی وجہ ہے اس سے شادی کی، ویسے مجھے تعجب ہے۔" شیما ہنس کر بولی۔ "آخر آپ بھی تو اس گھر میں موجود تھیں، لیکن انسان دور کی چیز کو جلد اور قریب کی چیز بعد میں دیکھ پاتا ہے، قابلِ حصول چیز کے لیے تردد نہیں کرنا پڑتا۔"

میں نے بمشکل اس ذکر کو ٹالا۔

شیما کو بھی توقع نہ تھی کہ صفی بھیا ایک معمولی سیدھی سادی لڑکی کو پسند کرسکتے ہیں، ادھر سب تصویریں کھنچوا رہے تھے، دولہا، دلہن کے پاس بیٹھنے میں مقابلہ ہو رہا تھا، میں سب سے آخر کی لائن میں بیٹھی لوگوں کے جوش و خروش کو دیکھتی رہی، سیکڑوں لوگوں کے درمیان میں آج بھی تنہا تھی، خالہ جان لپک جھپک مہمانوں سے باتوں میں مصروف تھیں، صفی بھیا اور عرفی، دلہن کے پاس تھے، بھرے مجمع میں میرا کوئی شناسا نہ تھا، شیما سے اب میں خود بات نہیں کرنا چاہتی تھی کہ پھر وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دے جس سے دل کے زخم ہرے ہوجائیں، رشتے داروں کی بیگانگی کا زخم ابھی مندمل نہیں ہوا تھا، مرہم ملا تو تھا، مگر کوئی زخم فوری طور پر تو نہیں بھرتا، اچانک میری پشت پر کسی نے ہاتھ رکھا، میں اپنے خیالوں میں گم تھی، چونک گئی، عرفی تھا۔

"یہ تم سب سے پیچھے بیٹھی کیا کر رہی ہو؟ چلو بھیا بلا رہے ہیں۔" میں حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں بس، ٹھیک بیٹھی ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ارے یہی تو موقع ہوتا ہے اور تم اسے بھی گنوا رہی ہو۔ بھئی اس وقت کی تصاویر تو یادگار ہوتی ہیں، چلو اٹھو جلدی سے۔"

میں بحث نہ کرسکی کہ ساتھ والی کرسیوں پر بیٹھی خواتین مجھے دیکھ رہی تھیں، اگلے دن خالہ جان نے مجھے گھر کے تمام کاموں کا انچارج مقرر کردیا، مسرّت بھابھی واپس چلی گئی تھیں، میں بھی اب جانا چاہتی تھی، مگر خالہ جان نے ایک ہفتہ اور رکنے پر اصرار کیا۔

☆ ☆ ☆

دولہا، دلہن کا ناشتہ ان کے کمرے میں بھجوا کر میں سب کے بستر اٹھوانے رکھوانے لگی، پچھلی طرف برآمدے میں آئی تو عرفی کے کمرے میں کسی کا آنچل لہرایا، متجسس نظروں سے اندر جھانکا، شیما تھی، مجھے دیکھ کر مسکرائی اور باہر چلی گئی، مجھے کچھ تعجب ہوا، یہ یہاں کیا کر رہی تھی، مسکرائی کیوں؟ بستر وستر سب چھوڑ چھاڑ میں کمرے میں گھس گئی۔

عرفی وہاں نہ تھا، آخر صبح صبح شیما، عرفی کے کمرے

میں کیوں آئی تھی، ظاہر ہے عرفی سے ملنے، مگر عرفی کہاں تھا، کیا وہ شیما کے آنے سے پہلے کہیں چلا گیا تھا؟ یا میری آہٹ کے بعد بھاگ نکلا، عرفی کا بستر ٹھیک کرتے ہوئے میں سوچتی رہی، تکیے کے پاس ہی ڈائری پڑی تھی، کل اسی میں تو، کچھ لکھ لکھ کر وہ سب کو دکھا رہا تھا۔

میں نے ڈرتے ڈرتے ڈائری اٹھائی اور دروازے کی آڑ میں کھڑے ہو کر پڑھنے لگی، شروع میں تو کچھ حساب تھا، بعد میں عجیب بکواس لکھی تھی۔

"افزا! تم حسین ہو، اسمارٹ ہو، سنا ہے تم نے بیوٹی کلینک کھول لیا ہے، ہائے یہ تمہارے گیسوئے مختصر۔۔۔ میں تو ان کی ٹھنڈی چھاؤں میں سو جانا چاہتا ہوں، کیا تم انہیں بڑھا نہیں سکتیں؟ میں اتنا مختصر بھی نہیں ہوں، ہر چند کہ یہ گیسو خوش رنگ معطر شیمپو کے رنگین اشتہار کی مانند ہیں۔"

"افشاں رانی! زیست کی مہارانی، کیا تم زندگی بھر ڈانٹنگ کرو گی؟ کچھ دن بعد تمہیں محدب شیشے سے دیکھنا پڑے گا اور چیونٹی سمجھ کر انگلی سے جھاڑ دوں گا، میری نظر بہت واہیات ہوتی جا رہی ہے۔"

اچھا تو وہ بنی سنوری گڑیا جیسی افشاں تھیں۔۔۔ میک اپ زدہ۔

"شمیمہ، تمہیں پڑھنے کو جی چاہتا ہے، تم خوبصورت تحریر کی مانند ہو، رومانی ناول یا باقاعدہ اہتمام سے شائع شدہ اخبار کا ضمیمہ۔"

"روشن آرا! خدارا نظروں کے تیر نہ چلاؤ کہ زخمی ہونے والا مر ہی جائے، ہائے یہ تمہاری کم نگاہی، ڈبل آنکھیں۔۔۔ کوئی ان جھیلوں میں ڈوبنا چاہے تو عینک کے شیشے سد راہ ہوتے ہیں۔"

"شمع! سنا ہے تمہارا آئیڈیل کوئی پہلوان ہے، چربی سے مرصع، بھئی ہم بھی کسی سے کم نہیں، ہڈیاں گن لو، تعداد برابر ہوگی۔"

"سفینہ، تمہیں دیکھ کر ٹوٹے ہوئے پتوار کا خیال آتا ہے، یہ پتوار میرے ہاتھ میں ہو تو میری زندگی کو ساحل نصیب ہو جائے۔"

"روزی۔۔۔! تم اپنے مہکتے ہوئے وجود کے ساتھ میرے آگے پیچھے نہ پھرا کرو۔ مجھے راستہ نظر نہیں آتا، خوشبوئیں گمراہ کر دیتی ہیں، کیا تمہارے منگیتر نے انجینئری چھوڑ کر پرفیوم کی دکان لگا لی ہے؟"

میں صفحے پلٹتی رہی، تمام لڑکیوں کی باقاعدہ فہرست تھی، تعریف، توصیف، طنز، سب کچھ، مجھے زبردست غصہ آ رہا تھا۔

خوب، تو یہ سب لکھ لکھ کر اپنی عاشق زار خواتین کو دکھا دکھا کر خوش ہو رہا تھا، بڑی قابلیت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اپنی دانست میں، غصہ، رنج اور کھسیانے پن اور توہین کے احساس نے مجھے بے قرار کر دیا، آنکھیں دھندلانے لگیں، گلے میں گولا سا اٹک گیا، ڈائری کو میں نے دو حصوں میں پھاڑ دیا، پھر چار حصے کر دیئے۔

"عرفی کے بچے! اللہ کرے تم مر جاؤ۔" میں نے طیش میں آ کر زور سے کہا اور ہر صفحے کے پرزے اڑا دیے غصے نے مجھے اندھا کر دیا تھا، میں نے عرفی کو آتے ہوئے دیکھا ہی نہیں، وہ غسل خانے سے نکل کر آیا تھا، تر و تازہ، خوش باش، میرے ہاتھ سے باقی ماندہ کاغذ لے کر نرمی سے بولا۔

"بس کافی ہے، میں بھی بس اتنا ہی جاننا چاہتا تھا۔" اور اس نے کاغذ ہوا میں اڑا دیئے۔

میں بھونچکی سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی، اس کی اچانک آمد، اور اپنا اس کے کمرے میں پایا جانا، خصوصاً ایک گھٹیا حرکت کرتے ہوئے، میں ایک اخلاقی جرم کی مرتکب ہوئی تھی، یہ نہایت شرمناک تھا میرے لیے۔

"اس میں تمہارا کوئی ذکر نہ تھا، اس لیے جل گئیں نا؟" وہ مطمئن تھا۔

"ہونہہ، مجھے کیا؟" میں نے ندامت کو ڈھٹائی میں سمو لیا، ایسی ایسی ٹیڑھی آڑی لڑکی کی تعریف توصیف تھی، ہر ایک کا ذکر نئے انداز میں، اور میں اس کی نظروں میں اتنی حقیر تھی جیسے میرا کوئی وجود ہی نہیں، میں اس قدر نظر انداز کیے جانے والی تھی؟ کئی دن سے اپنے کو سنبھالنے کی جدوجہد کر رہی تھی، لاپروائی سے وقت گزار رہی تھی، مگر آج، عرفی کی تحریر نے مجھے بے

قابو کر دیا۔
"میں چاہتا تھا کہ تم اسے پڑھو۔" عرفی پھر بولا۔
"اور میں تمہارے تاثرات خود اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ تم خود کو اس قدر تہوں میں چھپائے رکھتی ہو کہ کچھ پتا ہی نہیں چلتا اندر کیا رنگ ہے؟ میں تمہیں بے نقاب دیکھنا چاہتا تھا۔" میری تو نٹی گم ہو گئی' شرمندگی مٹانے کو بول پڑی۔
"مجھے افسوس ہے مجھے یہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی۔"
"اور مجھے خوشی ہے' میں چاہتا تھا اس کا یہ انجام تمہارے ہاتھوں ہو۔" وہ میری آنکھوں میں جھانکتا ہوا شوخی سے بولا۔ "ورنہ' ابھی شیما بھی تو اسے پڑھ کر گئی ہے' شیما کا بھی اس میں نام نہیں ہے' مگر پڑھ کر وہ خوش ہی ہوئی ہے' روئی نہیں۔" میرے ذہن میں روشن لکیر پھیلنے لگی' شیما مسکرا رہی تھی' خوش تھی۔
"میں نے شیما کا ذکر جان بوجھ کر نہیں لکھا' بہت نازک مزاج ہے' اور اس کے والدین مجھے گود لینے کی کوشش میں ہیں' سمجھتی ہو نا؟ یعنی مجھے اپنی فرزندی میں لینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں' اور شیما' بار بار اشاروں میں مجھ سے میری رائے معلوم کرنا چاہتی ہے۔" عرفی بولے جا رہا تھا اور میں حیرت کے سمندر میں ڈوب رہی تھی' ابھر رہی تھی۔
"مگر میں شیما کو جواب دینے سے پہلے تمہارے جواب کا منتظر تھا' ورنہ اماں تو چاہتی تھیں کہ صفی بھیا کے ساتھ ہی میرے سہرے کے پھول بھی کھلیں۔"
میں گم صم کھڑی رہی۔ "اور اب مجھے تمہارا جواب بھی مل گیا۔"
"آں... کیا؟ جواب؟" میں ہکلا کر رہ گئی۔
"اور کیا۔ اس سے جامع جواب اور کیا ہو گا۔ کم از کم زبان سے تو تم تاقیامت اقرار نہ کرتیں۔" میں تادم مرگ اقرار نہ کرتی یہ عرفی جان گیا تھا۔
"اور تم جو میرے لیے رشتے لاتے تھے۔"
"تاکہ تنگ آ کر تم ایک بار تو کچھ بولو۔" اس نے ترنت جواب دیا۔
"اور میں جو موٹی ہوں' بھینس ہوں۔" میں بسوری۔
"میں جلا جلا کر تمہیں بکری بنا دوں گا۔" وہ ہنس رہا تھا۔
"اور میں اتنی کالی بھی ہوں۔"
"تو مجھے کب دعوائے جمال یوسف ہے' لیلیٰ بھی تمہاری ہم رنگ تھی' اسے بھی تو پلا پلایا مجنوں مل ہی گیا تھا۔" مجھے کچھ سوجھ نہیں رہا تھا' کہیں یہ عرفی کا کوئی مذاق تو نہیں' کوئی ڈھونگ یا ڈرامہ۔
"کہتے ہیں دل آئے گدھی پر تو پری کیا چیز ہے۔" عرفی ڈائری کے پھٹے ہوئے کاغذ فرش سے چنتا پھر رہا تھا۔ "میرا دل بھی گدھی کے لیے تڑپتا ہے اور شیما جیسی پری بھی اسے روک نہیں سکتی۔"
"مگر خالہ جان.....!"
"ارے بابا! ہماری اماں کا دل سمندر ہے' اگر ان کے سو بیٹے ہوتے نا' تو وہ سو یتیم و بے سہارا لڑکیوں کو بہو بنا لاتیں' ان کی محرومیوں کو خوش آئند زندگی دینے کے لیے اور اگر تم ضد میں آج بھی مجھے ٹھکرا دیتیں تو مجھے شیما کی حسین اور اس کے والدین کی امیر کبیر آغوش میں پناہ لینی پڑتی' مگر جذبہ صادق ہو تو تم جیسی خود سر' ضدی اور گستاخ لڑکی کو بھی مفتوح کیا جا سکتا ہے۔"
"بس بس رہنے دو' تم خود جواڑیل ٹٹو ہو' بد تمیز اور گستاخ۔"
"اللہ ملائی جوڑی ہے' آخر ہم آہنگی بھی تو ہونا چاہیے۔" وہ ڈھٹائی سے ہنسا۔
اچانک مجھے محسوس ہوا صفی بھیا کی دلہن بے حد حسین ہے' میرے قدم ہواؤں میں اڑے جا رہے تھے' عرفی کسی سے کم نہ تھا' وہ تو مجھے آج دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر خوبصورت لگ رہا تھا' شاید دنیا ہی حسین ہو گئی تھی یا میں ہی بدل گئی تھی' وہ بے سہارا پن۔
اب کیا ہو گا والی اذیت ناک کیفیت آن واحد میں سکون اور آسودگی میں بدل گئی۔ انسان کا باطن خوبصورت ہو تو ظاہر بھی شاید نظر آتا ہے' عرفی' جمال یوسف کا نمونہ تھا' اس میں میری نظر کا قصور نہیں۔ وہ مشکل پسند تھا تو میں بھی آسان تحریر نہ تھی۔